ہمارے تعلیمی نظام میں کوئی خامی ہے!

پروفیسر سید محمد سلیم صاحب

اوروں کا ہے پیام اور، میرا پیام اور ہے
عشق کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے
(اقبال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
الدین نصح۔ دین کا تقاضا مسلمانوں کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی کرنا ہے۔ مخلصانہ خیر خواہی مجھے اس بات پر مجبور کر رہی ہے کہ رسمی الفاظ کا پیغام نہ دوں، بلکہ حقیقی خیر خواہی کا پیغام دوں۔

ہمارے ملک میں تعلیم کے معماروں نے بتایا ہے کہ تعلیم مستقبل کو تابناک بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ تعلیم افراد کو اس طرح تیار کرتی ہے کہ آئندہ زندگی وہ کامیاب اور بامراد گزاریں۔ اسکولوں اور کالجوں میں ہر طرف کامیاب زندگی بسر کرنے کی تیاریاں جا رہی ہیں۔ تعلیم کے معماروں نے بتایا ہے کہ اس کے لیے انگریزی جاننا ضروری ہے۔ اس لیے نرسری درجات سے قوم کے بچے انگریزی پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس کے لیے سائنس کی تعلیم ضروری ہے۔ اس لیے پرائمری درجات سے سائنس کی تعلیم جاری ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس کے لیے فنی اور کمپیوٹر کی تعلیم ضروری ہے۔ اس لیے ثانوی درجات سے فنی اور کمپیوٹر کی تعلیم جاری ہے۔ نصف صدی سے ہمارے ملک کا تعلیمی نظام ان مقاصد کے حصول کے لیے سرگرم عمل ہے۔ اس عرصہ میں دو نسلیں تعلیم گاہوں سے

تیار ہو کر نکل چکی ہیں۔ یہ نسلیں نئے مقاصد کے تحت ساختہ پرداختہ ہیں۔ اس لیے ان کے طرزِ عمل سے، ان کے رویّے سے بڑی حد تک ان مقاصد کے حُسن و قبح کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ان مقاصد کے تحت اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ڈاکٹر، انجینیر، ٹیکنوکریٹ، بزنس مینجمنٹ بیوروکریٹ، ایڈووکیٹ وغیرہ وغیرہ بن کر نکل رہے ہیں۔ حکومت کے اندر اعلیٰ مناصب پر اور معاشرہ میں اعلیٰ مراتب پر فائز ہو رہے ہیں۔ اعلیٰ ملازمت، اعلیٰ رہائش، اعلیٰ مقام حاصل کر رہے ہیں۔ وہ کامیاب اور بامراد زندگی گزار رہے ہیں۔

مگر معلوم ہوا کہ بعض پہلوؤں سے معماروں کا دیا ہوا مقصد ناقص ہے۔ قومی صنعتی سطح پر کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی۔ شکست و ریخت سے دوچار ہو جانے والے جرمنی اور جاپان کو ہمارے بعد صنعتی میدان میں قدم رکھنے کی اجازت ملی تھی۔ آج وہ سب قوموں سے آگے ہیں۔ کوریا اور تائیوان پس ماندہ ملک تھے۔ ہمارے بعد ان کو آزادی ملی ہے۔ صنعت و حرفت میں وہ بھی ہم سے بہت آگے ہیں۔ ہماری حکومتیں نصف صدی سے سائنس اور فنی تعلیم کا وظیفہ پڑھ رہی ہیں۔ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ابھی بہت پیچھے ہیں۔ ضرور ہمارے تعلیمی مقاصد کی تشکیل میں کوئی خامی ہے۔ قومی ترقی کا کوئی مطمح نظر نہیں دیا گیا۔

معاشرہ میں اور حکومت میں کاربرآری تعلیم یافتہ طبقہ کے ہاتھ میں ہے۔ نصف صدی کی سربراہی کے بعد آج حالت یہ ہے کہ ہر جگہ بدکرداری، بدعنوانی، بداخلاقی، بدتمیزی اور ظلم اور ناانصافی کا ایک طوفان برپا ہے۔ معاشرہ کا کوئی گوشہ اس سیلابِ بلا سے محفوظ نہیں۔ تعلیم جو تعمیرِ قوم کا اہم شعبہ ہے، جس سے بڑی اُمیدیں وابستہ کی جاتی ہیں۔ اس میں بھی بدعنوانی اور بدکرداری انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اس میں شاگرد، اُستاد

لے لاہور کالج آف ایجوکیشن کے تحت "معمارانِ ملت کا ترجمان دانش" کے اجرا پر پیغام طلب کرنے پر لکھا گیا۔

اور انتظامیہ سب ہی ملوث ہیں۔ ضرور ہمارے تعلیمی مقاصد کی تشکیل میں کوئی خامی ہے۔ تعلیم نے افراد کو خوش حال زندگی کا مطمح نظر دیا ہے۔ اس نے افراد کو خود غرض اور زر پرست بنا دیا۔ انہوں نے معاشرہ کو چراگاہ تصور کر لیا ہے۔ ہر شخص اس میں چرتا چگتا پھرتا ہے۔ تعلیمی مقاصد میں معاشرہ کی فلاح و بہبود کا کہیں ذکر نہیں۔

ملک کی سیاسی زندگی کی حالت بھی ابتر ہے۔ اسمبلیوں کے ارکان سارے ہی تعلیم یافتہ افراد ہیں۔ مگر خود غرضی اور زر پرستی نے انہیں قابلِ فروخت جنس بنا دیا ہے۔ جس کا مظاہرہ انتخاب کے موقع پر ہوتا ہے۔ نصف صدی قبل ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں بھی اگر مسلمان قوم اس طرح زر پرست ہوتی تو ہندو کے پاس اتنی دولت تھی کہ وہ مسلمان رائے دہندگان کو خرید سکتا تھا۔ مگر اس وقت ایک فرد بھی نہیں بکا۔ ہندوستان کے صوبوں کے مسلمانوں نے سو فیصد پاکستان کے حق میں رائے دی تھی۔ اُس وقت ایک ایک فرد قومی اور ملی مقاصد کی اہمیت کو سمجھتا تھا۔ ذاتی مفادات کو ان پر قربان کرتا تھا۔ آج وہ بات نہیں۔ ضرور ہمارے تعلیمی مقاصد میں خامی ہے۔

انفرادی سطح پر بھی خود غرضی کی تباہی عام ہے۔ یہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ ڈاکٹر، اعلیٰ تعلیم یافتہ انجینئر۔ نہایت گھناؤنی خود غرضی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ کبھی کوئی فرد دوسری لڑکی سے شادی کرنے کی خاطر اپنی بیوی کو نہر پہ لے جا کر گولی مار دیتا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب سات سال امریکہ میں رہ کر آئے۔ ان کا حال یہ ہے کہ جس سے ناراض ہوئے گولی مار کر اس کو ٹھنڈا کر دیا۔ سات افراد ہلاک کر ڈالے۔ یہاں ایسے بھی واقعات پیش آتے ہیں کہ حادثہ میں شوہر کے انتقال پہ بیوہ بہن اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ بھائی کے گھر آئی۔ کئی کنال کی کوٹھی میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ بیچاری چپڑاسی کی کوٹھڑی میں گذارہ کرتی ہے۔ آج کل ڈاکے پڑ رہے ہیں ان میں اعلیٰ گھرانوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکے ملوث ہوتے ہیں۔ آج کل اغوا ہو رہے ہیں ان میں بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد ملوث ہوتے ہیں۔ خود غرضی اور زر پرستی کا نشہ اس قدر چڑھ گیا ہے کہ اب یہ انسانی زندگیوں سے کھیل رہا ہے۔ ضرور ہمارے تعلیمی مقاصد کی تشکیل میں کوئی

خامی ہے۔ ان میں نہ تربیت اخلاق ہے اور نہ تزکیہ نفس ہے، نہ آخرت میں جوابدہی کا تصور شامل ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ روشن مستقبل بنانے والی تعلیم کے معماروں کے نہاں خانۂ دل میں زندگی کا تصور قبر سے ورے ورے ہے۔ اس لیے انہوں نے بس مادی تقاضوں اور مادی آسائشوں کی خوب تیاری کی ہے۔ مگر ہم تو مسلمان ہیں، ہمارا تو اللہ پر، رسولؐ پہ اور آخرت پر ایمان ہے۔ ہمارے نزدیک تو کامیابی ہی آخرت کی کامیابی ہے۔

موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ عملاً ہم قبر سے ورے ورے کی زندگی کی تیاری کر رہے ہیں اور اس کی کامیابی چاہتے ہیں۔ مگر ہمارا ایمان آخرت میں کامیابی کی دعائیں مانگتا ہے۔ تعلیم کے معمار اس کامیابی کے لیے کسی تیاری کی ضرورت محسوس نہیں کرتے حقیقت یہ ہے کہ مذہبی اور اخلاقی تعلیم کے فقدان سے ہی ہمارے معاشرہ میں وہ ابتری پھیل رہی ہے جس کا مظاہرہ ہر طرف ہو رہا ہے۔

کیا ہمیں یہ کھلا تضاد محسوس نہیں ہوتا۔ کیا مسلمان ہو کر اپنی اس نامسلمانی کی روش کی کوئی خلش دل میں نہیں چبھتی۔

ع شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات